حالاتِ ہُنروراں
۹۵۲ھ

حالاتِ ہنروراں

۹۵۲ھ

مُصنّفہ

دوست محمد

کتابدار بہرام مرزا متوفّی ۹۵۷ھ

بسعی

محمد عبداللہ چغتائی عفی عنہ

۱۹۳۶

مولوی محمد عبداللہ صاحب چغتائی پبلشر نے فیروز پرنٹنگ ورکس ۱۱۹ سرکلر روڈ لاہور
میں باہتمام عبدالحمید خان مینجر چھپوا کر لاہور سے شائع کیا۔

مقدّمہ

اس مختصر مگر مفید اور واحد قلمی مسودہ کو پہلی مرتبہ روشناس کرانے کا سہرا فاضل ترک محمد آغا اوغلو مدیر مجلہ فنون اسلامیہ (امریکہ)
ہے۔ موصوف نے اسے قسطنطنیہ کے کتب خانہ طوپقپو سرای کے ایک مرقع بہرام مرزا سے حاصل کر کے ۱۹۳۱ء کی بین الاقوامی
فنون ایران منعقدہ لنڈن کے موقع پر پیش کیا جب میں نے ۱۹۳۲ء میں برٹش میوزیم لنڈن میں مسٹر ولکنسن (شعبۂ علوم
) اور ڈاکٹر بنیین محافظ شعبۂ ڈرائنگ سے مسلمان مصورین کی قاموس لکھنے کا اپنا ارادہ ظاہر کیا تو ان حضرات نے میرے
ارادہ کو بہ نظر استحسان ہی نہیں دیکھا بلکہ اس کی اہمیت اور ضرورت کو محسوس کر کے ہر قسم کی اعانت کا وعدہ بھی فرمایا۔ چنانچہ
ولکنسن نے مجھے اس مسودہ کے فوٹو گراف جو نہایت اعلیٰ نستعلیق خط میں مذہب و مطلا صفحات پر شامل تھے مستعار دئے۔
نے ان کی ایک نقل اپنے افادہ کی غرض سے لے لی اس وقت سے ابتک باوجود تلاش کے اس نسخہ کا کوئی دوسرا مخطوطہ یورپ
ستان میں مجھے دستیاب نہیں ہو سکا۔ مولانا دوست محمد اس رسالہ کے مصنف ایک نہایت اعلیٰ مصور اور بے مثل خطاط تھے جو
مرزا کے سرکار میں کتابدار کے عہدہ پر ممتاز تھے۔ اتفاق سے یہ اوراق بھی بہرام مرزا کے مرقع سے دستیاب ہوتے ہیں جنہیں
ت دیباچہ شامل تھے۔ اس لئے میرا قیاس غالباً غلط نہیں کہ یہ اوراق خود مولانا دوست محمد کا اصل اور خود نوشت مسودہ
مسٹر ولکنسن نے اس وقت یہ اطلاع بھی دی تھی کہ رسالہ ہذا عنقریب طبع ہو جائیگا چنانچہ اسی مقصد کا اعلان بعد میں بھی ایک
تالیف "ایرانی مصوری" میں کیا گیا جو ۱۹۳۳ء میں برٹش میوزیم کے انہیں بزرگوں نے شائع کی تھی۔ اس تالیف میں اسی
کے حصہ نقاشاں کا ترجمہ تو نہیں دیا گیا لیکن مطلب اخذ کر کے اس امر کا اشارا کیا گیا کہ آغا اوغلو اسے بہت جلد شائع کرینگے۔
یقین ہے کہ اسکی طباعت کی طرف ابھی تک کوئی توجہ نہیں دی گئی اور نہ مستقبل قریب میں اس کی امید ہو سکتی ہے بس
میں اس اہم مسودہ کی ضرورت کا احساس کر کے پہلی مرتبہ اسے شائع کر کے حضرات شائقین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

یہ اوراق دراصل شہزادہ بہرام مرزا ابن اسمٰعیل صفوی کے مرقع کا دیباچہ ہیں اور مرقعوں پر ایسے دیباچے لکھے جانے کا رواج
ایام میں نہایت عام تھا اس لئے مولانا دوست محمد نے اپنی اس تحریر کا کوئی نام نہیں رکھا مگر خاتمہ پر جو قطعۂ تاریخ دیا ہے اس
آخری مصرع سے تاریخ اختتام بالفاظ "ابو الفتح بہرام عادل زنادی" ۹۵۳ھ برآمد ہوتی ہے بنابریں میں نے رسالہ کے موضوع اور
اختتام کو مدِ نظر رکھ کر اس کا نام "حالاتِ ہنروراں" تجویز کیا ہے جس کے عدد ایک کی کمی کے ساتھ ۹۵۲ھ ہوتے ہیں مگر ایک
کی کمی بیشی کو اہل تاریخ محسوب نہیں کرتے۔

شاہ اسمٰعیل صفوی کے دونوں فرزند شاہ طہماسپ والئی ایران جس کے عہد میں مسودۂ ہذا لکھا گیا اور ابو الفتح بہرام مرزا جس کے
نامبردار مولانا دوست محمد نے اس کو تصنیف کیا اپنے زمانہ کے اعلےٰ ماہرین فن خط و تصویر و موسیقی و شعر شمار ہوتے ہیں۔ یہ وہی
ابو الفتح بہرام مرزا ہے جس کی پوتی قندھاری بیگم سے شاہجہان کی شادی ۱۰۱۹ھ میں ہوئی تھی۔ مولانا دوست محمد نے اپنے لئے اس
مسودہ میں کاتب اور مصور کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اور سکندر منشی مصنف عالم آرائے عباسی نے جس موقع پر شاہ طہماسپ کے
عہد کے خوشنویسوں کا ذکر کیا ہے۔ وہاں ایک مولانا دوست ہراتی کا ذکر کیا ہے اور ہم یقین کرتے ہیں کہ اس کا مقصد انہی مولانا دوست محمد
ہراتی سے ہے ہم اس بہرام مرزا کے مرقع میں ایک تصویر صفوی شہزادہ اور ساقی کی سرخ اور نیلے رنگوں میں ملتی ہے علی ہذا ایک اور تصویر
ایک مرد اور عورت کی ہے۔ دونوں تصویریں مصوری کے نقطۂ نظر سے نہایت اعلیٰ نمونہ کی مانی جا سکتی ہیں۔ مصور کا نام "استاد دوست"
درج ہے۔ مرقع ہذا میں اگرچہ دیگر اساتذہ کی تصاویر بھی شامل ہیں جن کی پشت پر عمدہ نمونے خطاطی کے چسپاں ہیں۔ ان میں بھی
ایک قطعہ پر لکھا ہے "دوست محمد مصور"۔ ایک اور قطعہ پر "دوست محمد بن نظام الملک" تحریر ہے مگر قسطنطنیہ کے ایک اور کتبخانہ
قدیم سرایل کے مرقع کی ایک وصلی پر "دوست محمد بن سلیمان ہراتی" لکھا ہے اگرچہ خط میں کوئی فرق نہیں ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے
کہ نظام الملک دوست محمد کے والد کا خطاب ہے اور سلیمان نام ہے۔

مجھے دیر سے تلاش تھی کہ کوئی ایسی تالیف دستیاب ہو جسکو خطاطوں مصوروں کا مستقل تذکرہ کہا جا سکے۔ یوں تو خطاطوں کے حالات
میں بعض تحریریں ملتی ہیں مگر مصوروں کے سلسلہ میں سوائے ایک ترکی تصنیف "مناقب ہنروران" مصنفۂ عالی افندی متوفی ۱۰۰۸ھ
اور سوائے مولانا دوست محمد کے دیباچہ مشمولۂ مرقع بہرام مرزا کے کچھ نہیں ملتا۔ اس میں شک نہیں کہ تاریخ رشیدی۔ عالم آرائے عباسی
حبیب السیر۔ تحفۂ سامی۔ لطائف نامہ فخری میں نقاشوں اور خطاطوں کا ذکر ملتا ہے۔ ان میں سے تحفۂ سامی۔ تاریخ رشیدی کے
اقتباسات اور لطائف نامہ کا متن اورینٹل کالج میگزین میں وقتاً فوقتاً شائع ہو چکے ہیں جن کے لئے اس میگزین کے مدیر پرنسپل محمد شفیع
ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں مگر مندرجہ بالا ماخذ کی تمام اطلاع زیادہ تر ان کے مؤلفین کے معاصرین سے تعلق رکھتی ہے۔ کم و بیش مولینا
دوست محمد کے دیباچہ کا بھی یہی حال ہے۔ یہ دیباچہ دوسری تالیفات کے مقابلہ میں بعض وجوہ کی بنا پر زیادہ اہمیت رکھتا ہے جنکو حواشی آئندہ
میں بحوالہ صفحہ و سطر کسیقدر واضح کیا گیا ہے۔ یہاں اسقدر اشارہ کیا جا سکتا ہے کہ اول تو وہ ایک جدید ماخذ ہے۔ دوسرے متعدد اشخاص
کے متعلق جدید اطلاع کا حامل ہے مثلاً مشہور آقا میرک و سید میرک مصورین کے اسماء، اور بہزاد کی تاریخ وفات وغیرہ کے لئے ہمارے
پاس صرف یہی ماخذ ہے یعنی آقا جلال الدین میرک اصفہانی و سید امیر روح اللہ میرک و خاک قبر بہزاد ۹۴۲ھ۔

میں اخیر میں اپنے دوست مسٹر ولکنسن کی خدمت میں اپنا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں جنکی طفیل اس نایاب اور بیش بہا رسالہ تک میری رسائی ہوئی

مورخہ ۳ نومبر ۱۹۳۶ء (۱۷ شعبان المعظم ۱۳۵۵ھ)

عبد اللہ چغتائی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حالاتِ ہنروراں

شیریں تریں خطے کہ محررانِ کارخانۂ دعویٰ زینت بخشِ مرقعِ انشاء و ابداع نمایند و لطیف تریں صورتے کہ مصورانِ نگارخانۂ معنیٰ مجالسِ ایجاد و اختراع را بدان بیارایند حمدِ مبدعے است کہ حروفِ عالیات و صورِ متعالیات نگاشتۂ قلمِ تحریر و افراشتۂ رقمِ تصویرِ اوست و بحکم جفّ القلم بما ہو کائنٌ الیٰ یومِ الدّین صورِ مؤتلف و پیکرِ مختلفِ اعیان را کہ در خزانۂ غیب و نہان خانۂ لاریب بمقتضائے کُنتُ کنزاً مخفیاً مختفی بود بہ داعیۂ فاحببتُ ان اُعرف فخلقتُ الخلق لِاُعرَف بانامل تقدیر پردۂ عدم از چہرۂ وجود در ربود، و بدستِ رحمت و کرم بجامۂ اوّل ما خلق اللہ القلم بر تختۂ ہستی از روئے طرفہ دستی چہرہ کشائی فرمود، صانعے کہ مجموعۂ صورتِ انسانی را کہ از جامعیت صُوَرِ معانی عالمِ ثانی ست در کارگاہِ لقد خلقنا الانسان فی احسنِ تقویم بایادیِ مکرمتِ خلق اللہ آدمَ علیٰ صورتہٖ بر صفحۂ ایجاد بخوب تریں وجہے پرداخت، و لوحِ وجودش را از غبارِ نابود بصیقلِ عنایت

زدودہ ورمدارجِ تخلقوا باخلاقِ اللہ آئینہ کردارِ مظہرِ اسما وارشادِ خود ساخت، قادرے کہ طباق
سبعِ آسمانی را کہ در طریقِ اعجاز بر طرازِ سبع المثانی بلکہ از تمرہ وتنظیم وتنجیم نمودارِ صفحاتِ قرآنی ست
باآیاتِ کواکبِ بدیعِ چہر وعشر وخمس ماہ ومہر زینت دادہ۔ وبخطوطِ شعاعی جدول کشیدہ از سفیدہ
آبِ صبح وشنجرفِ شفق بر صفحۂ لاجوردیِ سپہر نمونۂ چہار لوح نہادہ۔ گاہِ قلمِ سیاہی از مژگانِ
حورا کردہ از مدادِ شب طرحِ زلفِ خوباں بر روئے روز آرد، وگاہے قلم از خطوطِ مہر وگوشِ ماہی از
ماہ آوردہ بخونِ دلِ عاشقاں شکلِ محبوباں بر لوحِ حسن وجمال نگارد، سبحان اللہ چہ می گویم آں جا کہ
کمالِ سرعتِ تکوین وتقدیر ست چہ جائے تصویرِ قلم وقلمِ تصویر ست، وآں جا کہ کارخانۂ خلقِ حیات
وصورت بطبق وما امرنا الا واحدۃ کلمح بالبصر بر کارگرانِ عالمِ علوی وسفلی تنگ است، چہ جائے
طرح وآمیزشِ آب و رنگ است، عیسیٰ مجرد بے امداد ومددِ خامہ وقلم بمنشورِ ذلک عیسیٰ
ابن مریم ممتاز گشتہ در صدفِ ہستی از طوبیتِ نسیمِ ونفخت فیہ من روحی آبِ حیات خوردہ،
ووجودِ باجودِ آدم صفی بے صدف بدستیاریِ انی جاعل فی الارض خلیفہ سر از بحرِ عدم
برآوردہ۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثلِ آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون

۳

مثنوی

زہے صانع کہ پوشانید بے عون　　بحکمِ کن لباسِ خلق در کون

نہ تقدیرش بود محتاجِ تدبیر　　نہ موقوفِ قلم در نقش و تصویر

ہزاراں صورتِ دلکش برانگیخت　　کہ نے نیرنگ زد نے رنگ آمیخت

لباسے داد ہر یک را برنگے　　ز رنگِ صبغۃ اللہ بے درنگے

یکے را زیبِ حُسن از خال و خط کرد　　جہانے را بحُسنش در غلط کرد

یکے را داد چشمِ فتنہ انگیز　　کہ ریزد خوں بہ خنجرہائے خونریز

یکے را گردِ لب طرحے ز نو کرد　　بآں جاں بخش خط جانہا گرو کرد

یکے را قامتِ رعنا برانگیخت　　بدل از عالمِ بالا بلا ریخت

نمود از گلبنِ قد غنچۂ تر　　درونِ غنچۂ تر عقدِ گوہر

بحیرت گرچہ صورت نیست در خور　　نکو نبود باو دلبستگی بہ

دریں صورت گری حیراں چہ مانی　　چو تغییراتِ سیرت را ندانی

اگر سیرت نباشد پاک و دلکش | بمعنی چیست نفع از صورتِ خوش
بسیرت کرده رسمِ مردمی گُم | چه سود ار یافت صورت شکلِ مردم
جو باشد در حقیقت مردنسناس | ز شکلِ ناس نتواں خواندش ناس
الٰہی آں کفِ خاکم کزیں پیش | تہی بودم ز شکل و سیرتِ خویش
جو شکل آدمم دادی ز آغاز | بمعنی زادمیت بہرہ ور ساز
نخست از جرم خاکم پاک گرداں | ولے در راہِ پاکاں خاک گرداں
خصوصاً آنکہ مقصود از جہاں اوست | مرادِ کل زامرِ کن فکاں اوست
بصورت حسنِ یوسف کردہ تکمیل | بسیرت فیض بخشِ روحِ جبریل

آں انسانِ کامل و در طریقۂ کمال مکمل کہ از محض نورِ وجود بر صفحۂ ہستی جلوہ نمود و طرحِ شجرۂ عالی ثمرۂ او بود، و آں نہال بآبِ رحمت و جمال برآمدہ سر دوحہ اش ہزارہ گلِ کرامت و ہدایت بکشود۔ جمیلے کہ در مشاہدۂ جمالش نظارگیانِ لقائے یوسف را در وادیٔ استغا حیرت و تاسف دامن گیر ست و ازاں حیرت انگشتِ تعجب بدنداں و سرِ تحیر در گریبانِ خجلت و تشویر

زیوسف در نمکدانہا نمک ریخت ولے این حُسن شورِ دیگر انگیخت

سلسلۂ گیسوئے مشکبویش زنجیر از شب قدر بپیرامن خورشید نہادہ، و چشم خدا بینش از روئے شفاعت درہائے بہشت بر روئے اُمت کشادہ۔

نقاشِ ازل کان خطِ مشکیں رقمِ اوست یارب چہ رقمہائے عجب در قلمِ اوست

اُمّیے کہ بے دستیاریِ خامہ خطِ نسخ بر ہزار نامہ نہاد، ناخوانائے کہ بے مددگاریِ مداد و قلم رقومِ قواعد و احکامِ ماتقدم را بشرعِ ثابت الاصل و رافع الفرع خود تبدیل داد

مثنوی

بدانش حکمِ دینہا را بدل کرد زفعلِ خویش دستورالعمل کرد

نبودش خطِ ظاہر گشتہ ملحوظ چو سر تعلیمش آمد لوحِ محفوظ

ولی بودش قلم آئین سر انگشت زہر نسخ دینہا تیز در مشت

بلے نخل رفیعش آن قلم بود کہ از کلکِ قضا اول رقم بود

بہ بستانِ جلال از لطفِ داور نرست از وے نہالے تیز رو تر

جہاں از میوۂ احسانِ او شاد هنوزش نخل دور از باغِ ایجاد

اگر خلعت نکردے از نبوت نبردے بہرۂ آدم از نبوت

وگر از وے نجستے راحتِ روح بہ بحرِ نوحہ ماندے تا ابد نوح

گر ابراہیم آمد فخرِ ملت و لے پوشید از وے تاجِ خلت

بنائے خانہ گر زو یافت اتمام و لے از بنا ایں لبست احرام

خاتمے کہ نگینِ تمکینش از نقش و آخرون مرجون الخ زینت پذیرفت از بدایت حالش

درا داست، و حبیرِ ثابت اثرِ انا اعطیناک الکوثر کہ زائچۂ طالع کواکب عرش مطالعِ آں

فرشتہ خصال ست از نہایت احوالش مژدہ فزا، اولادِ قدسی نژادِ قدوسی نہادش کہ ولا

وودادِ شاں بر اربابِ ایمان و ایقان در راہِ ہدایت و طریقِ ہدیٰ بحکمِ قل لا اسئلکم علیہ اجراً

الا المودۃ فی القربیٰ فرضِ عین و عینِ فرض ست شعارِ شرع رابرعالمیاں متمم اند و بروفاقِ

مصداق ترکتُ فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی بعد از اختتام کلامِ واجب علّام و ست

اعتصام در حبل المتین اقتدائے ایں فرقہ لازم الاحترام زدن بر اہلِ اسلام فرض ست +

بیما المفاخر البشریہ اعنی الائمۃ الاثنی عشریہ کہ اگر دستِ تقدیر فتحِ بابِ نبوت فرمودے

آں در جز بر جمالِ نبوی مثالِ ایشاں نکشودے

تعالی اللہ زہے قومِ یگانہ | کہ بودند از رسول اللہ نشانہ
بر اوجِ عدل ہر یک آفتابے | کتابِ وحی را فصلے و بابے
الٰہی تا جہاں را رنگ و آبست | زمیں را مکث و گردوں را شتابست
جہاں بے فیضِ شاں خرم مبادا | تہی ز اولادِ شاں عالم مبادا

خصوصاً ارشدِ اولادِ الطاہرہ و امجدِ احفادِ الباہرہ اعنی اعلیٰ حضرت کیواں رفعت فلک

حشمت جم جاہ معدلت دستگاہ، قہرمانِ الماء والطین، عون الاسلام والمسلمین، ممہد قواعدِ

سید المرسلین، ناصب رایاتِ العدل والاحسان، قامع البنیان الظلم والطغیان السلطان ابن

السلطان الخاقان ابن الخاقان معز السلطنۃ والخلافۃ والہدایۃ الدنیا والدین ابو المظفر

شاہ طہماسپ الصفوی الموسوی الحسینی خلد اللہ تعالیٰ ملکہ واحسانہ۔ و برادرانِ کامگار و فرزندانِ

عالی مقدارِ آنحضرت سیما در صدفِ خلافت و معدلت گستری گوہر درجِ ابہت و رعیت

پروری. گلدستهٔ روضهٔ سلطنت و اقبال، شگوفهٔ چمن مکرمت و اجلال، فریدون حشمت و جمشید جاهی
سکندر شوکتی دارا پناهی، المؤید من الله بقاعد العز والعلاء معز السلطنة والشوکة والحشمة والعزة
الجلیل ابو الفتح بهرام مرزا خلد الله ایام سلطنته وشوکته وحشمته رؤس الاعلی لاعلی فی الایام الی یوم
القیام که اوقات فرخنده ساعات خود را بعد از تکمیل امور ملک و ملت و مطالعه تواریخ و
حکایات مصروف توجه خطوط خوب استادان و رسائل مرغوب عدیم المثال می نمود و نظر لطف
و مرحمتش همگی بدین طائفه می بود تا آنکه رائے عالی و ضمیر متعالیش مائل بدان شد که اوراق پریشان
استادان ماضی و متأخرین را از حیز پریشانی در سلک جمعیت آوردن درین باب امر عالی
و فرمان متعالی باین بندهٔ فقیر و ذرهٔ حقیر المستهام المذنب دوست محمد الکاتب شد که در
ترتیب و تزئین آن کوشیده کمر خدمت بر میان جان بندد. لاجرم حسب الاشارات عالی کمر خدمتش
بجان بسته و جان کمروار بر میان بسته برسم کتابخانهٔ آن جم جاه سپهر احترام مرقعی ترتیب
نماند. و چون ذکر منشاء خط و استادان علم خط که در دبیرستان علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم
ممتاز و بی همباز اند درین مرقع لازم بود به تمهید ایراد آن التزام نمود و من الله الاعانة والتوفیق

امابعد بدانکہ نزد ارباب تواریخ و اصحاب سیر فرخندہ اثر و اہالی احادیث خیر البشر علیہ السلام آنست کہ اوّل کسے کہ خط نوشت و بادی ایں امر عظیم و شغل واجب التکریم شد ابوالبشر آدم صفی اللہ بود مداد ساخت و بر پوست پارہٗ دباغی کردہ طرح خط نویسی انداخت و بعد ازاں حضرت ادریس علیہ السلام۔ لیکن صورت کتابت معلوم نیست کہ بر چہ اسلوب کتابت می شدہ۔ اکثر مشہور ست کہ کلام بعبارت سریانی و عبری بود و سائر انبیا و حکما نیز وضع قلمہا کردہ اند۔ اما درانہا فائدہ خواندن و حاصل شدن مقاصد کلامی ظاہر نیست و موجب تطویل می شود، عنان قلم بداں صوب معطوف نمی گردد۔ بعد ازاں بہ عرب ابن قحطان از اسلوب معقلی بکوفی آوردہ، واضع خط کوفی یعرب ابن قحطان است الّا بدست معجز آثار قدوۂ اخیار حضرت با نصرت امیر المومنین و امام المتقین و یعسوب الدین اسد اللہ الغالب و غالب کل و مطلوب کل طالب ابن ابی طالب علیہ السلام تکمیل یافتہ انامل نے سوارہ صبح آفریدگار چوں شہسوارہ بنان معجز نشان آں حضرت بر میدان کتابت نگذشتہ۔ و علامت کتابت آں حضرت بعد صفات و لطافت آن ست کہ در

سرِ الف مکتوبِ آں حضرت بقدر نیم نقطه شکافی می باشد و در ہر جا حرفے که در ظهر و بطنِ
صفحه محاذی یکدیگر افتد سواد بر سواد و بیاض بر بیاض ست۔ و خطِ کوفی تا زمانِ المقتدر
باللہ بود و در آں زماں علی بن مقله که بابنِ مقله مشهور ست حضرت امیر المومنین علی علیه
السّلام در واقعه دید که خطِ ثلث و محقق و نسخ را بدو تعلیم فرمودند و اصولِ ایں خط در آئینۂ
ضمیرِ صافی بدیدۂ بصیرتِ او نمودند، و ابوابِ ایں آمال را بر چهرۂ اقبالِ او کشودند و ایں خط
را خطِ عربی نام نهادند و مشارٌ الیه در بیداری تعلیمهائے آں حضرت را بخاطر داشت
و همت بر اختراعِ ایں خطوط گماشت۔ و ابن مقله چوں وزیرِ المقتدر باللہ بود او
را بخیانتے منسوب نمود و فرمود بقلم تراشِ دو قلم از نخلِ دستِ راستِ او برید
و آں شجره را از سیراب شدنِ آبِ حیات که در ظلماتِ دوات منزل داشت محروم
گردانیدند و بعد ازاں ثمرۂ شجرۂ خود را که دختر بود بسیار به قابلیت بدستِ چپ تعلیم
فرمود۔ و استاد علی بن ہلال که بابن بواب مشهور ست شاگردِ او ست۔ و حضرت
جمال الدین یاقوت رحمة اللہ علیه در زمانِ المستعصم باللہ که آخر خلفائے عباسی بود تعلیم

ازاین ثواب یافت و بارشادِ مشارٌ الیہ از درگاہ دوری بحریمِ قرب وپیش گاہِ کمال شتافت و وضعِ قواعدِ این خط کرد و ضوابطِ مخفی این خط را از آسماں بہ زمیں آوردہ و بے شائبۂ تکلف خامۂ مشکیں شمامۂ اش در جوئبارِ خطوط بمرتبۂ ترقی نمود کہ زبانِ قلم وقلمِ دوزباں در تعریفِ او عاجز است۔ لاجرم دراں باب شروع نمی رود و حضرتِ شیخ را شش نفر شاگرد بود کہ ایشاں را استادانِ ستہ گویند و ہر یک را رخصت داد کہ اگر خطِ خوب خود را بنامِ شیخ کند آثم نباشد و کمالِ حسنِ خطِ ستۂ مذکورہ کہ دینارِ بضاعتِ نامدارِ ایشاں بسکۂ اقبال جہاں شیخ صاحب عیار رسیدہ و براتِ فضلِ شاں در خزینۂ ہنروری آں بزرگوار از خزانہ دارِ عقل توقیعِ قبول دیدہ۔ محقق است کہ رقمِ نسخ بر خطِ ماہرانِ این فن کشیدہ از رتبۂ تعریف بیروں و از مرتبۂ توصیف افزوں ست فلاجرم شروع دراں ممنوع می نماید

شعر

وصفِ خورشید ار نگوید ہوشمند
فیضِ نورِ او بود وصفش بلند

ور بمدحِ مشک نکشاید نفس   مشک را مداح بوئے مشک بس

واسامی شریف نسخ نویساں این است

جناب مولانا نصر اللہ طبیب۔ شیخ زادہ سہروردی۔ خواجہ ارغون کابلی۔ خواجہ مبارک شاہ زرین قلم۔ جناب فضائل مآبی سید حیدر۔ مولانا یوسف مشہدی + ومولانا عبد اللہ صیرفی کہ در ممالکِ عالم عَلَم اند شاگردِ سید حیدر اند۔ وسلسلۂ شاگردیِ خطاطان خراساں بخواجہ عبد اللہ صیرفی می رسد۔ وسلسلۂ اہلِ عراق باستاد پیر یحیٰ صوفی انتہا می پذیرد کہ شاگردِ خواجہ مبارک شاہ است۔ اما عطّار و خوش رقم شرفِ شاگردی بے واسطہ بروز نامچہ طالع ایشاں نیفزودہ۔ باوجود کہ در وقت شیخ نیز بہ کتابت مشغولی نمودہ اند

مصرع

ایں کارِ دولت است کنوں تا کرا رسد

وخواجہ عبداللہ صیرفی خواہرزادۂ خود را کہ شیخ محمد بندگیر ست تعلیم کردہ اند مشارٌ الیہ مولانا سعد الدین

تبریزی را مومیٰ الیہ مولانا شمس الدین خطابی را کہ اسم شریفِ خود را شمس صوفی نوشتہ اند والیشاں

استاد وحید دہر و یگانہ عصر مولانا فرید الدین جعفر تبریزی را و مشارٌ الیہ در زمانِ حضرت مرحوم

بالیسنغر مرزا کہ فرزند ارجمند بادشاہِ مرحوم شاہرخ بہادر ست حرمت و اعتبار تمام داشتند و بحُسن

خط اشتہار لاکلام یافتند۔ اما بخطِ نستعلیق مشہور ترند و حضرت بالیسنغر مرزا بخط میل تمام داشتند و خاطر

خطیر بر تربیتِ خوشنویساں می گماشتند و خود نیز عَلَم قلم در معرکۂ خوشنویساں می افراشتند

دیگر جناب مولانا عبداللہ طباخ طریقۂ شاگردی بمولانا فرید الدین جعفر دارند۔ والحق زبانِ قلم

در تعریفِ خطِ آں جناب قاصر و عاجز است و باوجود کمالِ مہارتِ مولانا مشارٌ الیہ بعضے بر ایشاں

حسد بردند و خود را در مقابلِ ایشاں می نمودند مثلِ مولانا محمد حسام کہ بہ شمس بالیسنغری مشہور و

بشاگردی مولانا معروف بر السنہ مذکور، و مولانا معروف معاصرِ مولانا جعفر بودہ و در برابرِ مولانا عبداللہ

مربئ مولانا شمس مذکور بود اما ہرگز خطِ او رتبہ خطِ مولانا عبداللہ نیافت و مولانا معروف شاگردِ مولانا

سعد الدین عراقی بود واو شاگردِ پیر یحییٰ صوفی، عالیجناب افاضل پناہ معالی دستگاہ سعادت

انتباہ خواجہ شہاب الدین عبد اللہ بیانی خطوطِ اصل را پیشِ جناب عبد اللہ طباخ نوشتہ اند
وخطِ نستعلیق را از خطِ خواجہ تاج الدین سلمانی مشق فرمودہ اند، زبانِ قلم در بیانِ فضائلِ ایشاں
قاصر است، دیگر ولدِ رشیدِ ایشاں حضرت فضائل مآبی کمالات انتسابی غنی الالقابی خواجہ نور
الدین محمد مومن کہ ایشاں نیز در خطوطِ اصل امروز اول اصلِ زمانہ و ثانی اثنینِ آں یگانہ اند و بشرف
بزرگی و سرکاری اصحاب کتاب خانۂ عطاردِ آشیانۂ نوابِ کامیاب اعلیٰ ہمایوں مشرف گشتہ
اند، و حضرتِ خواجہ تاج الدین سلمانی کہ واضع اساسِ نستعلیق اند و تدوین و اختراع ایں
وضع فرمودہ اند۔ در فنِ انشا نیز پسندیدۂ روزگارِ خود اند، و بعد از و مولانا عبد الحی منشی کہ ایں فن
را تکمیل دادہ اند و منشی پادشاہِ سعید سلطان ابو سعید بودہ اند و اعزاز و احترامِ ایشاں درجۂ کمال
داشتہ۔ دیگر مولانا معین اسفرازی از شاگردانِ نیک مولانا عبد الحی بودہ وخط و انشائے مشارٌ
الیہ نیز در چشمِ اعیانِ روزگار دور از کار نمی نماید۔ و مولانا درویش عبد اللہ منشی شاگردِ او ست و
در اسلوبِ خطِ نستعلیق بر استادِ خود بلکہ بر اکثر اہلِ ایں خط در روزگار فائق شدہ۔

بیانِ اُستادانِ خطِ نستعلیق

مخترعِ خطِ نستعلیق حضرت استادی وقبلۃ الکتابی خواجہ ظہیر الدین میر علی تبریزی
بودہ اند وانتساب ایں سلسلہ را از ایشاں تجاوز دادہ بدیگرے نمی تواں رسانید و خواجہ
عبد اللہ ولدِ ارجمند مشار الیہ است و شاگردِ ایشاں ست و در حسنِ خط مشار الیہ بمثابہ ایست
کہ خطِ او را ماہرانِ زماں از خطِ والدِ بزرگوارش فرق نمی توانند کرد، و مولانا فرید الدین جعفر
درین خط شاگردِ ایشاں ست، دیگر مولانا کمال الدین شیخ محمود زرین قلم شاگردِ مولانا فرید
الدین جعفر اند و مولانا مظہر الدین اظہر نیز شاگردِ مولانا جعفر اند۔ امّا بمرتبہ خوشنویس بودہ اند
کہ خطِ ایشاں را از خطِ اُستادِ ایشاں اُستادانِ ایں فن بہتر می دانند، دیگر مولانا جعفر خلیفہ
کہ ولدِ رشیدِ مولانا جعفر بود و مولانا میرکی کہ فرزند خلفِ مولانا مظہر الدین اظہر بود ہر دو خوشنویس
شدند و مقبولِ سلاطین گشتند، و تقوٰی شعاری حافظ حاجی محمد استادِ حضرت مولانا سلطان
علی اند شاگردِ ظہیر الدین اظہر اند امّا شرفِ شاگردی مولانا جعفر نیز دریافتہ اند و حضرت مولانا

سلطان علی مشهدی باوجودِ فضائل مثلِ شعر ہموارِ فنِ ادوار و حُسنِ اخلاق و اطوار خطِ نستعلیق را
بسر حدے رسانیدند کہ تا ابتدائے ایں خط است تا غایت ہیچکس بداں فائز نگشتہ و بقدم
سعی براں وادی نگذشتہ۔ و نامِ نامیش یوماً فیوماً بر صفحۂ روزگار خواہد بود۔ دیگر حضرت افادت
پناہ افاضت انتباہ المحتاج الی رحمۃ اللہ الکریم مولانا نظام الدین عبدالرحیم خازمی کہ بمولانا
انیسی اشتہار دارند بسیار نازک و پسندیدہ نوشتہ اند و آں روش را ہیچکس بایشاں نرسانید
و با حضرت مولانا سلطان علی مشہدی معاصر بودہ اند۔ دیگر جناب فضائل مآب مولانا سلطان علی
قائینی در خدمتِ پادشاہِ مرحوم سلطان یعقوب بودہ و رعایتہائے کلی یافتہ۔ دیگر جناب
فضائل مآبی تقوی شعاری مولانا سلطان محمد نور شاگردِ حضرت افادت پناہی مولانا معین
الدین واعظ بودہ اند و در خطِ نستعلیق از جملۂ سرآمدانِ دوراند خصوصاً در کتابتِ الوان غالباً از
قلم کسے رنگ بآں صفا نیامدہ و بسرانجام و پاکیزگی بر کار کتابت مشارٌ الیہ کسے نبودہ ہمیشہ از
صغر سنی تا بحدِ شصت و سہ سالگی کہ عمر شریف ایشاں بود بورع و تقویٰ بودند۔ دیگر فضائل
مآبی محبوب القلوبی المحتاج الی رحمۃ اللہ الملک المنان مولانا سلطان محمد خنداں بسیار

کوچک دل وخوش صحبت بودند ومستحکم وبکیفیت نوشتند وشاگردِ حضرت مولانا سلطان

علی اند دیگر فضائل مآبی مرحومی مولانا محمد ابریشمی شاگرد مولانا سلطان علی ست واز جملہ استادان

ست۔ دیگر جناب سیادت مآبی کمالات انتسابی نادر العصر فی الزمان مولانا کمال الدین میر

جان کہ بہ علی الحسینی اشتہار دارند زبانِ قلم وقلمِ دوزبان در تعریف گل گہر بارِ او عاجز وقاصر

است لاجرم دراں باب شروع نمی رود، دیگر مولانا قاسم بسیار نازک وپاکیزہ وپسندیدہ نوشتہ

شاگردِ مولانا سلطان محمد نور است وبخدمتِ مولانا سلطان محمد خنداں نیز رسیدہ وتعلیم گرفتہ۔

فصاحت شعاری خواجہ ابراہیم شاگردِ مولانا سلطان محمد نور است ومولانا مشارٌ الیہ را بادتوجہ خاطر

ونظرِ تمام بود بسیار شیریں وپاکیزہ نوشتہ وچوں سلسلہ ارباب کتابت بیروں از حصر وحد است

سمندِ خوش خرامِ خامہ را از طے آں وادی باز داشتہ تعریفِ حسنِ رقم وتوصیفِ لطفِ قلم

جماعتے را کہ دریں امر عَلَم اند چوں کتابتِ ایشاں در اثنائے ایں مجلد اندراج خواہد یافت

بنظرِ اربابِ بصر وبصیرت باز می گذارد۔ وقلمِ دوزباں را بر تعریفِ ایشاں نمی گمارد۔ ان آثارنا

تدل علینا فابصروا بعدنا الی الآثار۔ الحمد للہ اولاً وآخراً وباطناً وظاہراً۔

مقدمہ نقاشان و مذہبان ماضی

منقوش ضمائرِ اربابِ سرائر آنکہ گلشنِ نقش و تذہیب بوستانیست در کمالِ تزئین و
ترتیب و زینتِ مصاحف کہ مخبر از تعظیم کلام واجب التکریم ست وابستہ بقلم و موقوف بطرح
و رقم استادانِ این فنِ شریف ست ، و در اخبار چنین آمدہ است کہ اول کسے کہ بہ نقش و
تذہیب زینت فزائے کتابت کلام لازم الترہیب شدند حضرتِ بالنصرت امیر المومنین و
امام المتقین اسد اللہ الغالب و غالبِ کل غالب و مطلوبِ کل طالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام
بودند، و ابوابِ این بضاعت را آں حضرت بمفتاحِ قلم بر روئے این طائفہ کشودند و چند
برگ کہ در عرفِ نقاشان باسلامی معروف ست آں حضرت اختراع فرمودہ اند و اگرچہ تصویر
را بظاہر شرع سرِ خجالت در پیش ست اما آنچہ از کتب اکابر مستفاد می گردد مآلِ این کار
منتہی بحضرتِ دانیال پیغمبر می شود. آوردہ اند کہ بعد از وفات حضرتِ پیغمبر علیہ السلام بعضے از
اصحاب بقدمِ اہتمام جہتہ عرضِ اسلام بجانبِ روم شتافتند و دران یوم پادشاہے بود

ہرقل نام اورا دریافتند۔ بعد از وقوع وقائع غریب وحدوثِ حوادث عجیب بدستِ انکشاف

پردہ از چہرۂ احوالِ آں حضرت کشود وافعال وآثارِ آں حضرت سوال نمود بعد ازاں باحضارِ

صندوقے فرماں داد وآں صندوق را درکشاد صورتے بدیع براہلِ مجلس جلوہ گر گرد وآں مجمع را

بنحو بہتریں صورتی در قیدِ تعجب آورد، چوں نظارگیاں از مشاہدۂ آں صورت حظِ تمام وبہرۂ مالا کلام

گرفتند پرسیدند کہ ایں کس رامی شناسید۔ اصحاب گفتند ہرگز چشمِ ما بریں جمال نیفتادہ و در فیض از

انوارِ وصل ایں مثال بر روئے ما نکشادہ، ہرقل گفت ایں صورتِ حضرتِ ابوالبشر آدم صفی اللہ

است علیہ السلام وہمچنیں صورتہا می نمود تا آنکہ دریں اثنا صورت آفتاب نقاد پیکرِ حیرت افزائے

ظاہر کرد کہ ذاتِ ہمایونش آدم را از خاک عدم برآوردہ خلعتِ صفوت دادہ تعجبے کہ ناظراں را

از ملاحظۂ صورتِ سابق عارض شدہ بود بمشاہدۂ عارضِ مبارکش رفع گشت وتحیرے کہ

از رہگذرِ خوبی صورتِ اول روئے نمودہ بود بمطالعۂ جمال آفتاب مثالش رفع شد شعر

اے زہمہ صورتِ خوب تو بہ   صورک اللہ علیٰ صورتہ

اصحاب چوں آں صورت را دیدہ قطراتِ اشک چوں کواکب از دیدۂ رمد دیدہ ریختند شوقِ جمال

باکمالِ آں حضرت در دلِ اصحاب تازہ شد و چوں ہرقل اندوہ والتہاب وگریہ واضطراب اصحاب

را دید از ایشاں متفحص سبب آں گردید۔ گفتند ایں صورتِ مبارکِ پیغمبرِ ماست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

واز ہرقل پرسیدند کہ ایں صورت ہا از کجاست کہ می دانیم کہ موافقِ حلیہ واقعی انبیاست، ہرقل گفت

کہ حضرتِ آدم صفی اللہ از کارگاہِ بے نیاز استدعائے لقائے انبیائے اولادِ خود نمود برآں

استدعا خالقِ اشیا صندوقے فرستاد مشتمل بر چند ہزار خانہ وحریر پارہ و دراں حریر پارہ صورتِ

یکے از انبیا نشانہ وچوں آں صندوقے بشہادت آمد آں را صندوق الشہادت می گفتند و

بعد از حصولِ مقصود حضرت آدم آں را در خزانۂ خود کہ نزدیک مغرب الشمس بود مخزون ومحفوظ نمود

ذوالقرنین آں را زانجا نقل کردہ بدانیال نبی علیہ السلام ساند و آنحضرت بخامۂ اعجاز طراز ورقم معجز

رقم نقل فرمود واز آں زماں باز سلسلۂ تصویر در تحتِ ایں قبۂ لاجوردی در حرکت آمد وآں صورت

مثال رقم دیدۂ قلمِ حضرت دانیال بود ہرقل والی روم تا زمانِ وفات حضرت خیر البشر در خزانہ

نگاہداشتہ بود وہمت تمام برآں حفظ گماشتہ پس تصویر نیز بے اصل نباشد وخاطر مصور را بخار

نومیدی نخراشد۔ وچوں آفتابِ فلکِ نبوت چہارمِ رسل اولی العزم عیسیٰ بن مریم برجبۂ چہارم

این برج ہفت منظر ہمسایۂ نیرِ اعظم گشت مانی دعوئے پیغمبری آغاز کرد و این معنی را در لباس صورت گری در دیدۂ مردم جلوۂ قبول داد. مردم ازو معجز طلب داشتند او یک ذرع حریر گرفتہ بغارے در آمد و فرمود تا درِ مغارہ را مسدود کردند و چوں یک سال از عزلت او بگذشت ازانجا بیروں آمد و حریر را ظاہر ساخت درانجا صورتِ انسان و حیوانات و اشجار و طیور و انواع اشکال کہ جز در آئینۂ عقل بدیدۂ خیال صورت نتواند بست و جز در صورِ وہم و گماں در عالمِ عیاں بر صفحۂ امکاں نتواند نشست منقش و مصوّر کرد۔ کوتہ نظرانے کہ مرآتِ دل با غلِ ایشاں از غایتِ کدورت مظہرِ نورِ اسلام نمی توانست بود بصورِ بانہ بچۂ او فریفتہ شدند و حریرِ مصورش را کہ بلوح ارتنگی موسوم ست مثل می داشتند۔ چنانچہ حضرت املح الشعراء شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی در اوائل گلستان آں ہر دو را در صورتِ نظم برابر یکدیگر بسمتِ ذکر دادہ۔ **شعر**

امید ہست کہ روئے ملال درنکشد | ازیں جہت کہ گلستان نہ جائے دل تنگی ست
گر التفاتِ خداوندیش بیاراید | نگارخانۂ چینی و لوحِ ارتنگی ست

و غالباً ایں احوال از مانی در حدودِ ممالکِ عراق روئے نمودہ و بعد ازاں عزیمتِ خطا کردہ و دراں

جانب نیز کارہائے عجیب آوردہ۔ دیگر از متقدمین شابور بود کہ چہرۂ خسرو را بقلمِ سحرانگیز رنگ

آمیز نمود و ہر روز برنگے در عشرت گاہِ شیرین او را چوں گلِ سوری بر شاخسارِ قبول جلوہ داد و چوں

دریں رسالہ مجالِ زیادہ ازیں مقال در شرحِ حالِ وے بی مثال نیست و تفاصیلِ ایں اجمال مذکور

چند خمسۂ اکابر ہست، اگر ہوشمندے را دغدغۂ تفصیل دامن گیرد از مطالعۂ آں ابیات معلوم

خواہد نمود۔ دیگر رسمِ صورت سازی در دیارِ خطا و در دیارِ فرنگ باآب و رنگ شدہ تا آنکہ عطاردِ

تیز قلم نشانِ سلطنت باسمِ سلطان ابوسعید خدابندہ مرقوم ساخت استاد احمد موسیٰ کہ شاگردِ

پدر خود ست پردہ کشائے چہرۂ تصویر شد و تصویرے کہ حالا متداول ست او اختراع کردہ و

از جملہ مواضع کہ در زمانِ بادشاہِ مشار الیہ ازو بر صفحۂ روزگار واقع ست ابوسعید نامہ و کلیلہ دمنہ

و معراج نامہ بخطِ مولانا عبداللہ صیرفی و تاریخِ چنگیزی بخطِ خوب معلوم است کہ در کتاب خانہ

بادشاہِ مرحوم سلطان حسین مرزا بود۔ دیگر امیرِ دولت یار کہ از جملۂ غلامانِ سلطان ابوسعید بشرفِ

شاگردیِ استاد احمد موسیٰ مشرف شدہ و دریں امر سر آمد خصوصاً در قلمِ سیاہی کہ باوجود دیگر مولانا

ولی اللہ کہ بے نظیرِ عالم بود۔ چوں کارہائے دولت یار را دید از روئے انصاف بعجز اعتراف نمود

دیگر از شاگردانِ ایشان استاد شمس الدین است کہ در عہدِ سلطان اویس تربیت یافتہ
در شاہ نامہ بقطعِ مربع کہ بخطِ امیر علی بود مواضع ساخت چوں سلطان اویس بجوارِ رحمت
ایزدی پیوست استاد شمس الدین طریقِ ملازمت کسے دیگر از پیش نگرفت و شاگردِ او
کہ خواجہ عبد الحی بود بضروریاتِ معیشتِ او تردّدے نمود و استاد مشار الیہ در منزلِ خود بسر
بردہ علی الدوام بلوازمِ عشرت و فراغت مشغولی مے نمود و ہمت بر تربیتِ خواجہ عبد الحی
می گماشت چنانچہ خواجہ مشار الیہ در زمانِ پادشاہِ جم جاہ فضیلت پناہ سلطان احمد بغداد کہ
چہرۂ حالش بر تربیتِ اربابِ فضل و کمال آراستہ بود قلمِ تفرد و یگانگی بر داشتہ سلطان
احمد را تعلیمِ تصویر کرد۔ چنانچہ سلطان مشار الیہ در ابو سعید نامہ یک موضع بقلمِ سیاہی ساختہ
چوں رایاتِ ملک ستانی تیمور گورگانی پرتوِ خلافت بر تسخیرِ ممالکِ بغداد انداخت و آں
دار السلام را روزِ چند بقدومِ سعی و اہتمام مستقرِ سریرِ خلافت ساخت خواجہ عبد الحی را ہمراہِ
عساکرِ گردوں مآثر بدار السلطنۃ سمرقند آورد و دراں جا استاد مشار الیہ وفات نمود۔ و بعد از فوت
خواجہ ہمہ استاداں تتبع کارہائے ایشاں کردند۔ دیگر استاد جنید بغدادی شاگردِ استاد

شمس الدین است. دیگر از شاگردان سرآمد خواجه عبدالحی پیر احمد باغ شمالی ست که در زمان خود

نادر بود و کس دیگر درین شیوه بروے تفوقے نمی توانست نمود. بسن عمرش به پنجاه

سالگی رسیده بود که ودیعتِ حیات سپرد. و حضرت بایسنغر میرزا استاد سیدی احمد نقاش

و خواجه علی مصور و استاد قوام الدین مجلد تبریزی را از تبریز آورده فرمود که بر اسلوبِ مرغوب

جنگ سلطان احمد بغداد بهمان دستور قطع و سطر و مواضع تصویر بعینها کتاب ترتیب دهند

و کتابتِ آں بعهدهٔ حضرت مولانا فرید الدین جعفر شد. و جلد را در تعهد استاد قوام الدین مذکور کرد

منبت کاری در جلد اختراعِ اوست فرمود و تزئیں و تصویر مواضع آں را امیر خلیل متعهد

گردیده و امیر خلیل دراں وقت بے بدل زمانه و در طریق وحید و یگانه بود. او را پادشاه مشارٌ الیه

تربیتِ کلی نموده بود و روز بروز در مراسم رعایتش می افزود. چنانچه موجب حسدِ اربابِ جاه

و جلال شد. و از جمله وقائع احوال غریب تمثال امیر مشارٌ الیه آں ست که شبے در

صحبتِ پادشاه بطریق ندما مزاحی آغاز کرد. امیر تقلید بجائے کشید که بے اختیار عقب موزهٔ

او بر پیشانی پادشاه آمد و پیشانی آں حضرت شکست و خون بر جبین مبارکش ریخت و چوں

خدم و حشم و ساکنان آن مجلس فردوس رقم این واقعه را مشاهده کردند گریبان صبر چاک زده گرد
سر بادشاه گردیدند درین اثنا امیر خلیل زار و ذلیل فرار بر قرار اختیار نموده پای از سر
ساخته خود را به یکی از حجره‌های چهل ستون که حضرت مولانا فرید الدین جعفر دران حجره کتابت می
فرمودند رسانید و در بروی خود مستحکم کرده از وادی ندیمی گریخته در سر زانوی ندامت نشسته
بادشاه مرحمت پناه دید که آب روی سلطنت بر زمین ریخت بجهت رفع آن تیره شیخ خاکستر
ادبار بر ناصیهٔ اقبال بیخته شد فرمود که ابواب آمد و شد باغ را مسدود سازند تا شمه‌ای ازین خبر بسمع والده
من نرسد بعد ازان در باب رفع جریمهٔ امیر خلیل کوشید و امیر مذکور را فرمود که حاضر سازند تا خاطر او
ازین ممر آزرده و سر خجالت در گریبان تشویر فرو برده نباشد مشاعل افروختند و قنادیل سوختند و
در اطراف آن باغ او را می جستند تا که او را در حجرهٔ که مذکور شد یافتند. در را از درون چون اهل جنون
مضبوط بسته بود چون ملازمان کمال التفات بادشاه نسبت با او معلوم داشته بودند در را
نشکستند و بخدمت بادشاه آمده کیفیت بعرض رسانیدند. آن سلطان صاحب درایت بقدوم شفقت
و عنایت بدر آن حجره آمده او را آواز داد. امیر خلیل در را کشاده در پای آن حضرت افتاد

آں حضرت روئے اورا بوسہ دادہ ہمراہ بقصرِ فردوس مثالِ خود آوردہ در مجلسِ بہشت آئین بہ انواع

حرمت داری و دلجوئی نمودہ اشیا حاضرہ مجلس را از نقرہ آلات و چینی و اشالِ دوات با

خلعتہائے فاخرہ کہ کیخسرو و جمشید با آں مفاخر تواننند بود بدو بخشیدند و اورا با آشنائی مروت از

بحرِ شرمندگی آوردند۔ **شعر**

بیا اے خردمندِ پاکیزہ رائے | ببیں مظہرِ حلم و لطفِ خدائے
کہ شاہے کہ بر سروراں سرور ست | زبخشش روشنی بخش بر کشور ست
بروئے کہ مہ گیرد از وے صفا | لگدکوب گردد بپائے جفا
زرویش کہ با مہ بود تواماں | شفق گوں شود دامنِ آسماں
فلک خواہدش خوں بریزد بکیں | ملک بخشدش باز تاج و نگیں
ہمیں ست رسمِ جہاں داشتن | بحلم و کرم رائت افراشتن
الٰہی چو خلقش نمودی بعلم | بحکم تو شد مظہرِ لطف و حلم
بحلم و کرم بگذر از شس زبیم | بلطفِ خودش کن بجنت مقیم

وقبل از انکه جنگ بالسغری باتمام رسد پادشاه مذکور کشتی حیات را از ساحل زندگی در بحر ممات

انداخت و ولد بزرگوارش علاء الدوله میرزا قدم بر مسند فضیلت پروری نهاد و داعیهٔ اتمام جنگ نموده این

جماعت را در کتاب خانهٔ خود جمع نموده نوازش کلی می فرموده و درهمین اوان از عقب خواجه غیاث الدین

پیر احمد زرکوب کسی بمملکت تبریز فرستاده و چون خواجه حسب الحکم کتاب خانه را بمیمن قدوم و اوراق نقاشی

را در هراة بلطف قلم معزز و مکرم گردانیدند و موضع چند از مواضع جنگ قلم گیری کرده و بالوان

فتنه انگیز رنگ آمیز نموده و بخون جگر و آب دیده پاکیزه فرموده باتمام رسانید. امیر خلیل

بدیدهٔ انصاف بر اطراف آن بساتین جنت اتصاف بگذشت منصف و بصفت انصاف متصف

گشت و همت بترک تصویر گماشت و خود را از اندیشه آن باز داشت **نظم**

از پیر خرد همیشه انصاف خوش ست — عاقل ز نبرد گماں کنه و لاف خوش ست

تا جلوه کند صورت مطلوب ز غیب — آئینه صفت صفحهٔ دل صاف خوش ست

و بعد از آں عالی حضرت کمالات پناه ملک گیر ملک ستاں الغ بیگ گورگاں بر بکیراں جلادت از

سمرقند عازم خراسان شد و بحسب تقدیر قادر توقی الملک من تشاء علم دولت علاء الدوله میرزا اسیر

نگوں کردہ رایاتِ فتحِ الغ بیگی را بہ مقتضائے انا فتحنا لک فتحاً مبیناً بر اوجِ آسماں افراخت و
عرصۂ خراساں را در حیطۂ تسخیر انداخت و مولانا شہاب الدین عبد اللہ و مولانا ظہیر الدین اظہر
و سائرِ اہلِ کتاب خانہ را در ظلِ رافت گورگانی بسمرقند بر دو روئے تربیت بجانب ایشاں
آوردہ مصاحبِ خود نمود و امر کتابتِ تاریخِ زمانِ فضیلت نشانِ خود را بایشاں فرمود و یوماً فیوماً
بل ساعۃً فساعۃً دربارۂ ایشاں الطاف می نمود و مراسمِ اشفاق و عنایت می افزود زبانِ
قلمِ شکستہ رقم از رسومِ ہنر وری و شیوۂ فضیلت پروری آں پادشاہِ مرحوم قاصر ست ۔ دیگر
امیر روح اللہ مشہور بمیرک نقاش ہروی الاصل ست و از ساداتِ کمانگہ ست و در اوائلِ حال بحفظ
و تلاوتِ کلامِ ملکِ علام و مشقِ خط اشتغال داشت و بعد از فوتِ پدر بکتابتِ کتابہ میل کردہ
چوں از ساداتِ کمانگہ بود آں شغل را نیز ورزید ۔ بعد ازاں بخدمتِ مولانا ولی اللہ افتادہ بہ تحریر و
و تذہیب مائل گشت و ازاں نیز گذشتہ میل تصویر در خاطرش گذشت و دریں فن بے بدل و
دریں شیوہ بے مثل شد و در زمانِ حضرتِ پادشاہِ مرحوم سلطان حسین میرزا رعایت یافتہ از
جملہ منصب کتاب داری خاصہ بعہدۂ او شد ۔ دیگر شاگرد خلفِ سید مشار الیہ فضل المتاخرین

فی فن التصویر قدۃ المتقدمین فی التذہیب والتحریر نادر العصر استاد کمال الدین بہزاد است و
تعریف و توصیف مومی الیہ بر قوم قلم عجائب او دریں مرقع ظاہر ست و بشرفِ ملازمت
کتاب خانہ عطارد آشیانہ اعلیٰ حضرت سکندر حشمت جم جاہ دین پناہ سلیماں سپاہ ظل اللہ
قہرمانِ الماء والطین عون الاسلام والمسلمین ناصب رایات العدل والاحسان قامع بنیان
الظلم والطغیان السلطان ابن السلطان ابن السلطان ابوالمظفر شاہ طہماسپ الصفوی الموسوی الحسینی
بہادر خاں مشرف گشتہ وانواعِ رعایت و تربیت یافتہ و ہم دریں آستاں ملائک پاسباں
ودیعت حیات سپردہ در جنب مقبرہ شکر گفتار شیریں مقال معدن وجد و حال شیخ کمال نورؔ
مرقدہٗ در تبریز آسودہ "نظر افگن بخاکِ قبرِ بہزاد" تاریخ وفاتِ اوست کہ بسیادت مآبی امیر
دوست ہاشمی گفتہ ذکرِ کتاب کتابخانہ شریفہ اعلیٰ علیون کہ بحسنِ خطِ اقلیم خطِ یک قلمہ قلم رو
الیشان ست اوّل زبدۃ النوادر بالاستحقاق و عمدۃ الکتاب فی الآفاق محتاج بلطف
معبود مولانا شاہ محمود کہ بخطِ دلفریب و کتابتِ بازیب خط از نوخطاں گرفتہ و طبع نظمش بادہ
سلاست عالمی پذیرفتہ نیشاپوری الاصل ست و اسلوب خط را از خالِ فرخ فالِ خود فضائل مآبی

فصاحت شعاری مولانا عبدی نیشاپوری فرا گرفته اوصافِ حمیده و صفاتِ پسندیدهٔ

او از تحریر و تقریر معرّا و مبرّا است لاجرم دراں باب شروع نمی رود۔ دیگر عمدة الکتاب فی

الزمان نگارندهٔ خط خفی و جلی مولانا کمال الدین رستم علی که در رنگ نویسی زیب و زینت

کتاب زمان ست و بحسن نمکین سرآمد دوراں۔ دیگر زین الکتاب فی الزمان و انیس الاحباب

فی الاوان المحتاج الی رحمة الصمد مولانا نظام الدین شیخ محمد که در سرعت و قوتِ قلم بے نظیر

عالم و سرآمدِ کتاب امم ست۔ دیگر زبدة الاشتباه مولانا نورالدین عبدالله که از کتابِ شیراز

در حسن خط ممتاز و در سرعت کتابت بے انباز ست۔ دیگر ایں بندهٔ بے بضاعت

و کمینه بے استطاعت داعیِ دولتِ موبد دوست محمد که عمرے خامه سال سرِ ارادت بر خطِ

فرماں نهاده خطِ بندگی بستگانِ ایں آستان ملایک پاسباں داده قطعهٔ زمینِ خدمت را از زرِ خیال

زر افشاں نموده و بر صفحهٔ اوراقِ ثنا پیوند وصلی دعائے بے ریا افزوده **نظم**

کلکم که نمود حرفِ مدحِ تو رقم — وز مدحتِ تو بود در آفاق علم چوں

خامه همه زباں به مدحت باشم — سر بر خطِ فرمانِ تو دائم چو قلم

وچوں ذکر کتاب نواب دریں دیباچہ از ہر باب مذکور تحریر بیان و مسطور تصویر بیاں نمودہ

آمد اگر در اطناب القاب اصناف طبقہ نقاشاں جرأت نماید شاید۔

ذکر مصوراں و نقاشانِ عظام کرام ذوی الاحترام

کتاب خانۂ خاصہ شریفہ نوابِ کامیاب اشرفِ اعلیٰ

اول نادر العصر فی الدوراں و فرید الآواں فی الزماں المحتاج بلطف الصمد استاد نظام

الدین سلطان محمد کہ تصویر را بجائے رسانیدہ کہ با وجود ہزار دیدہ فلک مثلش ندیدہ از

جملہ صنائعش کہ در شاہ نامۂ اعلیٰ حضرت سکندر حشمت جم جاہ ولایت دستگاہ دین پناہ

تحریر و مصور است موضع پلنگ پوشاں ست کہ شیر مردانِ پیشۂ تصویر و پلنگانِ ہنگار کارخانہ

تحریر از نیش قلمش دل ریش و از حیرت صورتش سر در پیش اند

بکلکِ انامل بلوحِ بصر کشیدست ہر لحظہ نقشِ دگر

دیگر سید السادات بدرجات وحید العصر و فرید الدهر مقرب الحضرت الخاقانی آقا جلال
الدین میرک الحسنی الاصفهانی که در نقش خانهٔ تصویر قلم تحریر چوں صورتِ دلپذیرش صورت
ننگاشته و تمثالِ بے مثالش از نظرِ دوربینِ اعیاں جز به پیش نظر نداشته نظم

تعالی الله زہے تصویر و صورت — عفاک الله زہے نقاشِ قدرت

دیگر سیدِ پاکیزہ قلم و یگانۂ اُمم - زبدة النوادر میر مصور که تا صانع بدخشاں لعلے و لاجوردی اخسته
برنگ آمیزیِ صورتِ دلکش چهره نه پرداخته ؎ در صورتش مصورِ چین را قلم شکست +
دیگر ہیچ صورت از صورتے نه بست + این دو سید بے مثال و این فرزانهٔ بے تمثال در کتابخانهٔ
ملائک آشیانه خصوصاً در شاہنامهٔ شاہی و خمسهٔ شیخ نظامی رنگ آمیز بہا نموده اند که اگر
شروع در وی نماید سخن به تطویل انجامد. بلکه زبانِ قلم دو زباں در تعریف و توصیف آں عاجز
آید لاجرم دراں باب شروع نمی رود. و از جمله جهت تزئین جامخانهٔ مہرِ سپہرِ بختیاری
گلدستهٔ بوستانِ شہریاری که شمهٔ ازاں در حیزِ بیاں می آورد دو سر ساخته اند که چوں کمانِ
ابروانِ دلکشِ خوباں بخوبی طاق در رشکِ صورت خانهٔ آفاق اند. وه چه جامخانه که اگر جامِ جہاں

نماگویمش رواست واگر آئینۂ گیتی نماخوانمش بداں سزاست، جاش رونقِ قدرِ مینائی راشپر شکستہ و استادِ کارش دستِ کارگرانِ جہاں را برچوب بستہ آسمانے ست مزین از انجم ومکانے ست ملون از عکسِ مردمِ بہشتیست بے قصور وفردوسے ست جلوہ گہ درو غلمان وحور قرشش پردہائے چشمِ اعیان و آستانش بوسہ گاہِ سروراں، چوں دلِ روشن دلاں از دیدۂ دل بہر سو نگراں، و چوں مردمانِ دیدہ بروئے آں مردمِ دیدہ متعجب وحیراں۔

رباعی

ایں خانہ کہ دیدہ ہا دروازِ جام اند
در عینِ صفا روشنیِ ایام اند
بنگر کہ ھزار دیدہ نظارہ کناں
حیرانِ جمالِ میرزا بہرام اند

دیگر مصورِ شبیہ کشِ شاعر، آراستہ بصورتِ باطن وظاہر مستوثق بلطفِ واحد الاحد مولانا محمد المشہور بعدیمی کہ تقویمِ معنی را بصورت دانستہ، وآنچہ گفتہ وکشیدہ آں خیاں بائستہ دیگر آں طرّاحِ بازینت وزین عدیم المثل استاد کمال الدین حسین کہ ہر طرحے

کہ او بہ روئے کار انداختہ و ہر بندروے و کتر مہ کہ او ساختہ نظر باریک بیں بہ کنہ کمالش

نرسیدہ و نقاش بے مثل بہ چنیں خوبی نقش نکشیدہ۔ **مصرع**

درنقش بسے کمال قدرت دارد

دیگر آں خوش صورت پرکار استاد کمال الدین عبد الغفار کہ او نیز در حدِ ذاتِ خود

یگانہ و فرزانہ است۔ دیگر آں خوش رقمِ نازک قلم محتاجِ بلطفِ قادرلم یزلی

استاد حسن علی کہ او نیز یگانہ و سرآمدِ زمانہ است۔

ذکرِ ندیمانِ کتاب خانہ وغیرہ اعلیٰ

اوّل زینت بخشِ صفحۂ اوراقِ معانی، و معدنِ کمالاتِ انسانی یہ صحبتش را اعلیٰ

طالب میرک المذہب کہ زنجیرۂ سلسلۂ بے مثلی ولوحۂ دیباچۂ کاروانی را بنوعے

زینت دادہ کہ نظرِ ہر باریک بیں کہ بہ وافتادہ زبان بمدح و ثنائے او کشادہ۔ دیگر

فرزندِ بے مثل و مانندش محتاج بلطفِ معبود قوام الدین مسعود کمال الدین عبد الوہاب

ہنرور قابل باصفا مشہور بخواجہ کاکا کہ کارش از شیرازیاں بصفا ممتاز و در ندیمی بے ہمباز ست۔ دیگر استادِ مخترع مقلد مولانا محسن مجلد کہ پوست از ہنرِ وراں بر کندہ و سلسلہ زنجیر را بجلد ماہ و مہر رسانیدہ۔ با وجود شکنج کتاب دلِ گُتّاب از و با شکیبا و خاطرِ احباب از شیرازہ مہرش مہر افزا است۔ چوں ذکرِ اصحاب کتاب خانہ کہ وی آشیانہ درین دیباچہ لازم بود تذکر ہر یک از ایشاں جرأت نمودہ بمنہ و کرمہ وجودہ۔

الدّعا

تا بر فلک از زہرہ و مہ نام بود
بر اوجِ سپہر تا کہ بہرام بود

تا ہست مرقعِ سپہر از مہ و مہر
این نامہ شاہزادہ بہرام بود

فی التاریخ

پذیرفت اتمام چوں ایں مرقع
زخیلِ ملائک بر آمد منادی

تبارک ازین خط و تصویر و تذہیب — فاحسنت زین زیب و زینت که دادی

برسم کتب خانۂ شاہزادہ — مہ برج تمکیں گل عیش و شادی

سپہر کمالات بھرام مرزا — کہ مثلش کسے نیست در ہیچ وادی

چو تاریخ اتمام پرسید گفتم

ابوالفتح بھرام عادل زنادی

سنہ ۹۵۳ھ

فہارس

فہرست مطالب

خطاطان

نقاشان

اسماء امراء

اماکن

اسماء کتب

مصطلحات

A TREATISE

ON

CALLIGRAPHISTS AND MINIATURIST

BY

DOST MUHAMMAD

The Librarian of Behram Mirza (d. 1550)

EDITED BY

M. ABDULLAH CHAGHTAI.

1936

CHABUK SAWARAN

LAHORE

A TREATISE

ON

CALLIGRAPHISTS AND MINIATURISTS

حالاتِ ہنروران

BY

DOST MUHAMMAD

The Librarian of Bahram Mirza (d. 1550)

EDITED BY

M. ABDULLAH CHAGHTAI.

1936

CHABUK SAWARAN

LAHORE.

INTRODUCTION

The text, published here under the name حالات هنروران *Accounts of Artists*—A Treatise on Calligraphists and Miniature-Painters, was first noticed by the Turkish scholar Dr. Mehmet Aga Oghlu, the editor of *Ars Islamica*, America, bound up with the album in the Topkapu Serai Library, Istanbul, known as the Album of Abul Fath Bahram Mirza. In 1932. when I met in the British Museum Mr. J. V. S. Wilkinson (Oriental Room} British Museum and Dr. Laurence Binyon, then incharge of the Print and Drawing Room, British Museum. I expressed my plan of compiling a Dictionary of the Mussalman Miniature-Painters. They showed a keen interest and promised every possible assistance, accordingly Mr. Wilkinson kindly gave me nineteen photographs of the same text which were masterly calligraphed in Nasta'liq style with a richly decorated heading. I copied them with his kind permission. Its author Dost Muhammad of Herat, as we gather from the text, was both calligraphist and miniature-painter and employed as a librarian under Bahram Mirza, the brother of Shah Tahmasap, then the ruling Sultan of Persia. Fortunately the text comes down to us through an album still known after Bahram Mirza's name who was a great bibliophile of those days. Dost Muhammad had added this text as an introduction to that album, (p. 8., 8—12) because he, himself being an expert employee of the prince, was the only proper person who could do it most adequately. Moreover there is every reason to believe that it is the original MS. which was then transcribed by Dost Muhammad himself. To expect another copy of it would be futile.

Mr. Wilkinson had very kindly told me of the intention of Dr. Agha Oghlu to publish the same text immediately,

which was also announced later on in the *Persian Miniature Painting* by Dr. Binyon, Basil Grey and Wilkinson of the British Museum in 1933, in which as an appendix, the puport of the second half of the text, containing the account of the miniature-painters, has already been made, but I am sure that by this time it has not been published and do not expect that it will be published in the near future. Under these circumstances keeping in view its immediate need and importance I am taking the lead to publish it for the scholars.

As I have noted above this text serves the purpose of an introduction to the Album along with which it is bound up and the same practice of getting such introductions written for such albums has been common with the Muslim chiefs. I believe, this is why Moulana Dost Muhammad, the writer, has not given any particular name to his text. But he has given in a chronogram in the colophon of its date of compilation which shows that he composed it in 953 A. H. I myself have given it a chronogrammatic name حالات هنروران =952 A.H. The difference of one is not a very serious one. I find that this name also suits the topic taken up by the writer.

Both Shah Tahmasap and Bahram Mirza, the sons of Shah Ismail, the Sultan of Persia, (907—930 A. H.) were not only poet but experts in the arts of painting, calligraphy, music He is the same Bahram Mirza whose grand-daughter Qandhari Begam was married to Shah Jahan in 1019 A. H., the Mughul Emperor of India even before the marriage of Mumtaz Mahal, in whose honour Shah Jahan had built her mausoleum to-day known as Taj Mahal, one of the wonders of the world.

About Moulana Dost Muhammad we find in the *A'lam Arai Abbasi* that one Moulana Dost Herati was

a great calligraphist of the days of Shah Tahmasap. He really means this very Dost Muhammad. Moreover, in the same album from which this text is taken there are pictures, one of a Safwi Prince and a cup-bearer holding each other in red, blue and lilac colours upon a golden back ground, which is a very clever study, and another picture shows a couple just like the former one and equally interesting. These studies of Dost Muhammad must have been valued much in his own time. The signatures of "Master Dost" on both are obvious. The specimens of calligraphy in the same album include some pieces of verses in Nastaliq, one of them is signed—"Dost Muhammad Musawwir". A'li does not ignore the mention of this artist but he mentions him as a Qatai'i (Carver) as well as a musawwir. One specimen of calligraphy is found in another collection Vieux Serail, Istanbul, which is signed—Dost Muhammad son of Suleyman dated 938 A. H. = 1531 A. D. at Herat. One study of Nastaliq style bears the words—'Dost Muhammad, son of Nizam-ul-Mulk' which leads to the conclusion that perhaps - Dost Muhammad's father's name was Suleyman and Nizam-ul-Mulk was his title. Monsieur Huart has cited one Dost Muhammad of Herat, the pupil of Qasim Shadi Shah who had copied a Quran in Taliq style and was favoured with a great reward by Shah Tahmasap and in another place he mentions that Dost Muhammad, the engraver, the son of Abdullah Qatai'i was quite upto the style of his father and one Sang Ali of Badakhshan was his pupil. I think M. Hurat has based his information on the authority of A'li because almost the same we find in his work *Manaqib-i-Hunarwaran*.

Since long I am in search of some old text giving us a compedious information about the calligraphists and miniature-painters but I fail to get such text with the exception of A'li Mustafa Affendi's (d. 1008 مناقب هنروران

and the other this text of Dost Muhammad. Although apart from these, scattered information is available in Tarikh Rashidi, Habib-us-Syyar, Tuhfa Sami, Lataif Namah Fakhri. Principal Muhammad Shafi, the editor of the Oriental College Magazine has already published the information found in the Tuhfa Sami, Tarikh Rashidi, Babur Namah, Lataif Namah Fakhri, etc. The information in these books is generally of a contemporary nature even including that of Dost Muhammad.

In the following some points have been briefly amplified with reference of page and line :—

6. 6. آخرون مرجون الخ in the text there is a long quotation from Quran which I could not exactly follow, only from the words I could trace it —Surah Tobah, 105.

7. 11. Shah Tahmasap, his brothers and his sons were great experts and patrons of arts.

8. 3. Bahram Mirza the son of Shah Ismail Safwi was born from the daughter of a Turkmoman of Mạwsil and he died young in 957 A. H.

8. Dost Muhammad, the compiler was the librarian of Bahram Mirza and incharge of the arrangements of the albums as one of them is still preserved in the Istanbul Library as noted above to which he had added, the same text published here, as an introduction.

10. 3 Abu Abdillah Muhammad bin Ali, bin Muqla the minister died in 328 A. H.

11. Ibn Bawwab died in 423 A. H. and burried at Boghdad.

12. Jamal-ud-Din Yaqut Musta'simi d. 667 A. H.

12. 4. The same six great calligraphists as pupils of Yaqut have also been noted by other writers such as Majnun bin Mahmud Rafiqi, etc., and the whole history of Calligraphy hinges on these six.

12. 7. Abdullah Sairafi, the great calligraphist, is the author of a Treatise on Calligraphy of which two MSS. are in the Library of the Juma Masjid, Bombay. A MS. of Ibn Khallikan dated 756 A. H. calligraphed by him (State Library of Hyderabad Deccan, No. 994), is one of the best specimens of his work.

12. 8. Attar and Khush Raqam two calligraphists.

15. 3. Unanimouly Mir Ali of Tabrez is regarded the originator of Nasta'liq style whose best extant specimen is found in the British Museun Add. 18, 113, the Kulyat of Khwaju Kirmani dated 798 A. H. Mr. Pope has given a specimen of a fine Nasta'liq style in his 'Introduction to Persian Art.' fig. 44. Mr. Pope regards it as work of Mir Ali of Tabrez but the fact is this that someone has practiced on his style.

21. 11. لوح ارتنگی *Lauh-i-Artangi*—the artist's palette.

22. 6. Ahmad Musa, artist of great merits whose work was first exhibited in the Inter. Ex. 1931. *vide* Persian Painting. 1933, items 174—5.

23. 3. Amir Ali and Mir Ali of Tabrez (p. 15) is perhaps one and the same person.

29. 7. Amir Ruh Ullah Mirak was one of the teachers of Bahzad the great and also he was a great inscription writer.

29. 8. This is the only text which furnishes us with the Chronogram of the death of Behzad خاک قبر بہزاد *Dust of Behzad's grave* 942 A. H. = 1535 A. D.

32. 2. Aqa Jalal-ud-Din Mirak Isfahani. Almost all other sources about Aqa Mirak are silent in giving us any information about his real name.

The books noted below will throw further light about many items noted therein the text :—

(1) Persian Miniature-Painting by Binyon, Gray and Wilkinson London, 1933 p. 183–90.

(2) La Miniature Persane by Amenag Bey Sakisian Paris 1929, p. 118–19.

(3) Manaqib-i-Hunarwaran by Mustafa Ali, Istanbul, 1926 p. 62–4.

(4) Tuhfa-i Sami of Sam Mirza Extract about artists by Principal Muhammad Shafi, Oriental College Magazine, Lahore, February 1934.

(5) Introduction to Persian Art by A. U. Pope, London, 1930, fig. 44.

(6) Les Calligrapheset les Miniaturistes de l'Orient Musalman Par. C. Hurat. Paris 1908 p. 222, 325.

At the end I would again express my gratitude to my dear friends Mr. J. V. S. Wilkinson who provided the MS and Moulvi M. Inayat Ullah who has calligraphed it for the press. Prof. H. M. Shairani kindly helped to correct some doubtful points in the text.

M. A. Chaghtai.

Nov. 3rd, 1936.

Punjab Educational Press, Lahore.